سیرت النبی ﷺ اور ذرائع ابلاغ

Meams of Communication amd Seerah Al-Nabi (P.B.U.H)

☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالروف ظفر

ABSTRACT:

"The word "Ablagh" means to convey, to transfer, to communicate the term "Tableegh "is derived from this word.

In the Holy Quran the words like "Tableegh" "Da'wa" "Inzar" and "Tabsheer" have been used for communication purpose.

"Tableegh" means to persuade someone for the good deeds and prohibit him from the bad forbidden things. Tableegh is a process in which someone is invited sincerely towards an noble cause. In the Holy Quran Tableegh has been declared "Farz"(something which all the followers are supposed to do as binding) for all the Muslims. In the modern era the ways of communication are enormous and varied. The most important are the electronic and print media. Television, computer and radio, on the one hand and books, magazines and the

☆ ڈائریکٹر سیرت چیئر، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

newspapers on the other hand, play their respective role. Recently internet has emerged as the most important organ to address the people. Hence these current modes of communication should be reviewed according to the Seerah of the Holy Prophet (P.B.U.H).

ابلاغ کالغوی معنی ''پہنچانا'' ہے،تبلیغ کالفظ اسی سے ماخوذ ہے،قرآن نے ابلاغ کے لیے کئی دیگر الفاظ بھی استعمال کیے ہیں مثلاً تبلیغ، دعوۃ، انذار،تبشیر وغیرہ۔(۱)

ابلاغ اس ہنر یا علم کا نام ہے جس کے ذریعے کوئی شخص کوئی اطلاع،کوئی خیال،رویہ یا جذبہ کسی دوسرے شخص تک منتقل کرتا ہے''۔(۲)

انذار اور تبشیر ہی سے نکلے ہوئے الفاظ قرآن میں یوں مستعمل ہیں:﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِياً إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجاً مُنِيرًا﴾(۳)(بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر، اللہ کی اجازت سے اُس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر)۔

Encylopaedia of Britanaca میں ہے:

"Journalism is the collection,preparation and distribution of news and related commentry and feature matrials through such media as pamphlets, news letter, news papers, magazines, radio, television and books."(۴)

The world book encylopaedia میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"Moredrn journalism was very means of communication to report the news of the world to newspapers ,magazines and the (۵)news rooms of the radio and television network."

دعوت الی اللہ امام ابن تیمیہؒ کے الفاظ میں:

"والدعوة الى الله هى الدعوة الى الايمان به ومما جاءت به رسله بتصديقهم فيما اخبروا به وطاعتهم فيما امروا" (۶) (دعوت الی اللہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اوران امور کی طرف دعوت دینا ہے جو اس کے رسول لے کر آئے اوران امور کی تصدیق کرنا جنکی ان رسولوں نے خبر دی اوران امور کی اطاعت کرنا جس کا انہوں نے حکم دیا)۔

دعوت ابوبکر ذکری کے الفاظ میں:

"الدعوة هى قيام العلماء والمبلغين فى الدين بتعليم الجمهور من العامة مايبصرهم ماجور دينهم ودنياهم على قدر الطاقة" (۷) (دعوت علماء اور مبلغین حضرات کا جمہور کے طرز کے مطابق عوام کے لیے ان کے دینی ودنیاوی معاملات میں حسب استطاعت شرعی رہنمائی کرنا)۔

تبلیغ کی تعریف:

نیک کام پر ابھارنا اور بُرے کاموں سے بچنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔"الحث على فعل الخير واجتناب الشر والامر بالمعروف والنهى عن المنكر والتعبيب بالفضيلة والتنفير عن الرذيلة" (۸) (اچھے کام کی ترغیب برائی سے اجتناب، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اچھی بات کو اپنانا اور رزیلہ اخلاق سے نفرت کرنا)۔

تبلیغ ایک ایسا عمل ہے جس میں کسی نصب العین کی طرف اخلاص سے بلایا جاتا ہے، اس نصب العین سے اختلاف اور انحراف کے نقصانات وخطرات سے ڈرایا جاتا ہے اور غضب ونسیان کے پردوں کو چاک کر کے اصل نصب العین کو یاددلانے کے لیے نصیحت کی جاتی ہے، اس سے بھی وسیع مفہوم میں تبلیغ کسی مذہب کا ایسا پرچار ہے جس کا مقصد لوگوں کو حلقہ مذہب میں شامل کرنا ہو، معروف کا حکم دینا اور منکر سے روکنا پیغمبرانہ کام ہے۔قرآن نے پیغمبروں اوران کے سچے جانشینوں کے کام کو جن اصطلاحات میں بیان کیا ہے ان میں ایک اصطلاح، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہے۔

قرآن مجید اور دعوت وتبلیغ:

دعوت وتبلیغ کے لیے ایک گروہ کی موجودگی امت کے لیے ضروری قرار دی گئی ہے۔ ارشاد ربانی

ہے ﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (۹) (تم میں سے کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے)۔

ایک دوسری جگہ ان کی تبلیغی مساعی کی وجہ سے اس امت کو خیر امت کہا گیا ارشاد ہے: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ (۱۰) (اب دنیا میں وہ بہترین گروہ جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا تم نیکی کا حکم دیتے ہو برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو)۔

علامہ بغویؒ فرماتے ہیں: ﴿وجَعَلْنٰهُمْ يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا﴾ يقتدى بهم فى الخيرات، (يهدون بامرنا﴾ (اور ہم نے انکو امام بنادیا جو ہمارے حکم سے راہنمائی کرتے تھے راہنمائی کریں وہ ان کی بھلائی کے کاموں میں)۔ يدعون الناس الى ديننا، (وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ) يعنى العمل بالشرائع" (۱۱) (لوگوں کو ہمارے دین کی طرف بلائیں یعنی شریعت پر عمل کی دعوت دیں)۔

'ابلاغ' کا لفظ قرآن مجید میں دعوت وتبلیغ کے مفہوم میں ۲۵ جگہ استعمال ہوا ہے۔ اس سے تبلیغ کی اہمیت واضح ہوتی ہے ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ (۱۲) (اے پیغمبر جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچادو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا)۔ اسی طرح ایک اور جگہ قرآن مجید ابلاغ کی اہمیت کی اس طرح تصویر کشی کرتا ہے ﴿الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسٰلٰتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ﴾ (۱۳) (وہ لوگ جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور ایک خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے)۔

حدیث نبوی ﷺ اور تبلیغ:

حدیث رسول میں بھی تبلیغ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ رسول اللہ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: "الاھل بلغت؟" (۱۴) (خبردار کیا میں نے پہنچادیا)۔ نیز ارشادِ گرامی ہے "بلغوا عنى ولو آية" (۱۵) (میری جانب سے پہنچاؤ اگرچہ وہ ایک جملہ ہی ہو)۔ "فليبلغ الشاهد الغائب" (۱۶) (پس چاہیئے کہ حاضر غائب تک پہنچادے)۔

دورِ نبوی میں ذرائع ابلاغ:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو انسانیت تک اپنے پیغام کے ابلاغ کے لیے مبعوث فرمایا اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اپنے دوران تمام ذرائع کو استعمال کیا جو اس وقت میسر تھے اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو تمام لوگوں تک اس طرح پہنچایا کہ وہ نہ صرف لوگوں کے لیے قابل قبول ہوا بلکہ وہ اپنے آباء اجداد کے رسم و رواج اور طریقوں کو چھوڑ کر ایک نئے اور انقلابی نظریہ کے قائل ہو گئے اس دور میں نہ تو ٹیلی وژن تھا نہ ریڈیو اس کے باوجود اتنے کم ہی عرصے میں اسلام کا سرچشمہ فاران کی پہاڑیوں سے چین کے لق ودق کے سحراؤں تک پہنچ گیا۔

براہ راست ابلاغ:

نبی کریم ﷺ نے پیغام کے لیے جو ذرائع استعمال کیے ان میں سب سے پہلے تو لوگوں کو براہ راست دعوت دی یہ دعوت پہلے پہل تو خفیہ طور پر دی جاتی رہی اور جب اعلانیہ طور پر دعوت دینے کا حکم ملا تب بھی دیگر ذرائع استعمال کرنے کے علاوہ براہ راست بھی دعوت دیتے رہے مثلاً حج کے موقع پر جو لوگ دوسرے علاقوں سے آتے ان کو دعوت دیتے پھر میلے اور بازاروں میں جا کر دعوت دیتے جس جگہ لوگوں کا زیادہ آنا جانا ہوتا وہاں جا کر دعوت دیتے۔ نبی کریم ﷺ نے عام مجمعوں میں، عکاظ اور ذوالمجاز کے بازاروں میں حج کے موقع پر، بنی عامر، بنی فزارا، غسان، حرہ وغیرہ کے قبائل کا دورہ کر کے لوگوں تک حق پہنچایا۔

بذریعہ خطابت:

جب اعلانیہ دعوت کا حکم ملا تو نبی کریم ﷺ نے اپنے خاندان والوں کی دعوت کی اور خطاب فرمایا: ساری حمد اللہ کے لیے ہے رہنما اپنے گھر والوں سے جھوٹ نہیں بول سکتا اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں تمہاری طرف خصوصاً اور لوگوں کی طرف عموماً اللہ کا رسول ہوں اسی طرح آپ ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا اور فرما کہ تم لوگ یہ بتاؤ کہ اگر میں یہ خبر دوں کہ ادھر وادی میں شہسواروں کی ایک جماعت ہے اور وہ تم پر حملہ آور ہونے والی ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے سب نے ایک زبان کہا کہ ضرور تصدیق کریں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ﷺ بنا کر بھیجا گیا ہوں اور تمہیں ایک سخت عذا

ب سے پہلے خبردار کررہا ہوں۔

بذریعہ خطوط:

نبی کریم ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچانے کے لیے مختلف باثر لوگوں بادشاہوں اور حکمرانوں کو تبلیغی خطوط ارسال فرمائے اور اس طرح بھی تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کے لیے جو خطوط بھیجے مؤرخین کے نزدیک ان کی تعداد ۲۵۰ سے زائد ہے۔

بذریعہ مبلغین و معلمین:

نبی کریم ﷺ نے دعوت دین پہنچانے کے لیے مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر معلمین اور مبلغین بھی روانہ کیے جب بھی کوئی قبیلہ اسلام قبول کرتا تو اس کے ساتھ کسی صحابی کو مبلغ بنا کر روانہ کردیا جاتا آپ ﷺ نے ثابت بن قیس کو پہلا خطیب اور حضرت مصعب بن عمیر کو پہلا مبلغ مقرر فرمایا۔ حضرت عبادہ بن صامت اہل صفہ کو قرآن پڑھاتے تھے۔

بذریعہ مسجد:

اسلام میں مسجد کی اہمیت بہت زیادہ ہے یہ محض عبادت گاہ نہیں بلکہ اسلام کی تبلیغ اور اصلاح عقائد کا اہم مرکز بھی ہے حضور ﷺ کے زمانے میں مسجد ایک یونیورسٹی تھی جس میں مسلمان تعلیمات اور ہدایات کا درس حاصل کرتے تھے یہ ایک مرکز تھا جہاں سے ریاست کا سارا انتظام چلایا جاتا تھا اور مختلف قسم کی مہمیں بھیجی جاتی تھیں علاوہ ازیں اس کی حیثیت ایک پارلیمنٹ کی تھی جس میں مجلس شوریٰ اور مجلس اجلاس منعقد ہوا کرتے تھے۔

بذریعہ سفر:

نبی نے دعوت دین کے پہنچانے کے لئے سفر بھی کیے ہجرت سے کچھ عرصہ قبل طائف کے لوگوں کو دعوت دین کے لیے خود تشریف لے گئے۔

بذریعہ شاعری:

شاعری بعثت نبوی ﷺ سے قبل ابلاغ کا ذریعہ تھی اور نبی کے دور میں شاعری نے نیا رخ بدلا شاعری

کی اجازت اس صورت میں دی گئی جب یہ تعمیر ملت کر سکے دین کی ترویج کا اہتمام حق بات کا پیغام اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانے میں اسے استعمال کیا جائے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ ہجرت مدینہ کے بعد مسلمان ہوئے دیگر شعراء کی مثل انہوں نے بھی اپنی شاعری کو ابلاغ دین کے لیے استعمال کیا۔

ان ذرائع کے علاوہ درج ذیل ذرائع کو بھی آپ ﷺ نے دعوت دین کے لیے استعمال فرمایا:

۱۔ قرآن مجید　　۲۔ کتابت　　۳۔ تجارت

۴۔ ازواجِ مطہرات

ابلاغ کے قرآن وسنت کی روشنی میں بنیادی اصول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام جس طرح اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی کی صورت میں نازل ہوا تھا اسی طرح اس کے فروغ واشاعت کا طریق کار بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے بتایا گیا چنانچہ اس سلسلہ میں قران کریم کی بہت سی آیات اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ طریق تبلیغ بھی الہامی تھا مثلاً ابتدائی مرحلے میں فرمایا: ﴿قُمۡ۔ فَاَنۡذِرۡ۔ وَرَبَّكَ فَكَبِّرۡ﴾ (۱۷) (اٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو)۔

اس سے اگلے مرحلے میں فرمایا: ﴿وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ فَاِنۡ عَصَوۡكَ فَقُلۡ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ﴾ (۱۸) (اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ اور ایمان لانے والوں میں سے جو لوگ تمہاری پیروی کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ لیکن اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں تو ان سے کہہ دو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے میں بری الذمہ ہوں)۔

سورۃ النحل میں تبلیغ دین کے اصول بتائے گئے ہیں: ﴿اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ﴾ (۱۹) (اے نبی! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو)۔ اس آیت مبارکہ میں تبلیغ دین کے تین اصول مذکور ہیں:

۱۔ حکمت　　۲۔ موعظة الحسنة　　۳۔ احسن طریق سے بحث

۱۔ حکمت:

مولانا شبیر احمد عثمانی اس کی تفسیر کرتے ہیں: ''نہایت پختہ اور اٹل مضامین، مضبوط دلائل و براہین کی

روشنی میں حکیمانہ انداز سے پیش کیے جائیں جنہیں سن کر فہم وادراک اور علمی ذوق رکھنے والا طبقہ گردن جھکا دے اس استدلال کے سامنے دنیا کے فلسفی ماند پڑ جائیں اور کسی قسم کی علمی ودماغی ترقیاں وحی الٰہی کے بیان کردہ حقائق کا ایک شوشہ تبدیل نہ کر سکیں"(۲۰)۔

۲۔　موعظہ حسنہ:

"یعنی عمدہ نصیحت کا مطلب ہے نہایت مؤثر اور رقت آمیز اندازِ بصیرت سے نرم خوئی اور دلنوازی کے ساتھ بات کی جائے۔ اخلاص، ہمدردی، شفقت اور حسن اخلاق کے ساتھ خوبصورت اور معتدل انداز سے نصیحت کی جائے یہ انداز نصیحت ان لوگوں کے لیے زیادہ مؤثر ہوتا ہے جو زیادہ عالی دفاع اور زکی فہیم نہیں ہوتے مگر ان کے دل میں طلب حق کی چنگاری موجود ہوتی ہے"(۲۱)۔

۳۔　احسن طریق سے بحث:

احسن طریق سے بحث کا مطلب ہے کہ اول تو بحث وتمحیص سے گریز کیا جائے لیکن اس کی نوبت آ ہی جائے تو پھر نہایت احسن وموزوں انداز اپنایا جائے یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ باطل ہمیں ادھر ادھر کی بحثوں میں الجھا کر ہمیں ہمارے نصب العین سے ہٹا کر الجھانا چاہتا ہے تاکہ ہماری صلاحیتیں اس طرف صرف ہوں، مزید یہ کہ ایسی کشمکش کی فضا بن جائے کہ حق بات قبول کرنے کے امکانات اور فضا موزوں نہ رہے لہٰذا اگر بحث کرنا ہی پڑے تو شائستگی کے ساتھ کہ فضا مکدر نہ ہو جائے بحث برائے بحث کی کیفیت پیدا نہ ہو ہٹ دھرمی کا مظاہرہ نہ ہو۔ حق شناسی اور انصاف کا دامن نہ چھوڑا جائے۔

حضور ﷺ کا طریق تبلیغ ان اصولوں کی عملی شکل تھا، آپ نے مسلمانوں کے قلوب اور اندازِ فکر کو بدل ڈالا، اقدار بدل گئیں، قلوب کی کایا پلٹ جانے سے برائی سے نفرت اور نیکی سے محبت پیدا ہوگئی۔

ابلاغ میں اسوۂ رسول ﷺ کی اہمیت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے لیے زندگی گزارنے کا بہترین نمونہ ہیں، زندگی کے ہر گوشے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی مثال اور نمونہ موجود ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسی نمونہ کے مطابق زندگی گزاریں۔ دین کی نشر واشاعت اور دعوت دین کے فروغ کے حوالے سے حضور ﷺ کو قرآن

مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ: ﴿یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ (۲۲) (اے پیغمبر جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا)۔

عصر حاضر کے ذرائع ابلاغ:

عصر حاضر میں ذرائع ابلاغ کے تین حصے ہیں:

۱۔ پرنٹ میڈیا   ۲۔ الیکٹرانک میڈیا   ۳۔ مختلف ابلاغی پروگرام

۱۔ پرنٹ میڈیا:

وہ ذرائع ابلاغ جو پریس سے مربوط ہیں پرنٹ میڈیا کہلاتے ہیں مثلاً:

۱۔ اخبارات   ۲۔ رسائل و جرائد   ۳۔ پوسٹرز
۴۔ بینرز   ۵۔ پمفلٹ   ۶۔ کتب
۷۔ وال چاکنگ وغیرہ۔

پرنٹ میڈیا کا دعوتی استعمال:

پرنٹ میڈیا جس میں اخبارات خواتین اور بچوں کے رسائل ماہنامہ جرائد کہانیاں ناول افسانے وغیرہ شامل ہیں کو دعوت دین کے لیے بھرپور انداز میں استعمال کرتے ہوئے بھی دعوت دین کو گھر گھر گلی گلی اور محلوں میں پہنچایا جا سکتا ہے۔

۲۔ الیکٹرانک میڈیا:

وہ ذرائع جو الیکٹرک یا بجلی سے متعلق ہیں مثلاً:۔

۱۔ کمپیوٹر   ۲۔ ریڈیو   ۳۔ ٹیپ ریکارڈر   ۴۔ ٹی وی
۵۔ آڈیو وڈیو کیسٹ   ۶۔ وی سی آر   ۷۔ سینما   ۸۔ وائرلس سیٹ
۹۔ ٹیلی فون   ۱۰۔ فیکس وغیرہ۔

انٹرنیٹ کا دعوتی استعمال:

جدید ٹیکنالوجی کی ایجادات میں سے انٹرنیٹ کو دعوت دین کے لیے ایک مؤثر ذریعہ ابلاغ کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے جس میں دینی ویب سائیٹس، مسنجر اور فیس بک کے ذریعے دعوت دین لاکھوں لوگوں تک پہنچائی جاسکتی ہے۔

۳۔ ابلاغی پروگرام:

۱۔ دینی ومذہبی پروگرام ۲۔ ادبی پروگرام ۳۔ ثقافتی پروگرام
۴۔ نیشنل سینٹرز ۵۔ لائبریری ۶۔ آرٹ کونسل، جلسے جلوس، کارنر میٹنگ
۷۔ تفریحی پروگرام وغیرہ

ذرائع ابلاغ کی ذمہ داریاں:

ذرائع کی ذمہ داریوں کو مختلف اقسام میں بیان کیا جاسکتا ہے:

۱۔ اخلاقی ذمہ داریاں ۲۔ معاشرتی ذمہ داریاں ۳۔ سیاسی ذمہ داریاں
۴۔ پاکستان کے اہم مسائل اور ذرائع ابلاغ کی ذمہ داریاں ۵۔ قومی وملی ذمہ داریاں۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے: "فلیبلغ الشاهد الغائب"[۲۳] (پس چاہئے کہ حاضر غائب کو پہنچادے)۔

۱۔ اخلاقی ذمہ داریاں

(ا) امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾[۲۴] (تم میں سے کچھ لوگ تو ایسے ضروری ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں بھلائیوں کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں)۔

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾[۲۵] (تم بہترین امت ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لیے پیدا کیا گیا اور تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو)۔

(۲) نبی کریمؐ کا اندازِ تبلیغ و تکلم:

نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ نفسیاتِ انسانی کے مسلمہ حقائق کو پیش نظر رکھا، درحقیقت آپ نے اس سلسلے میں وہ اصول دیئے ہیں جو رہتی دنیا تک کے مبلغین کے لیے بہترین اور کامل نمونہ ہیں، آپ نے اپنے بارے میں فرمایا: "انما بعثت معلما" (۲۶) (بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے)۔

ایک اور جگہ فرمایا: "کلموا الناس علی قدرعقولھم" (۲۷) (لوگوں سے ان کی عقلوں کے موافق بات کرو)۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: "إنا أمرنا معشر الانبیاء بان نکلم الناس علی مقادیرعقولھم" (۲۸) (ہم انبیاء کرام کو حکم دیا گیا کہ ہم لوگوں سے ان کے عقول کے مطابق بات کریں)۔

(۳) حق و باطل کی کشمکش میں اصولِ ابلاغ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِنْ تَنصُرُوا اللّٰهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ (۲۹) (اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوطی سے جمادے گا)۔ ﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ (۳۰) (دل شکستہ نہ ہو غم نہ کرو تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو) اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو سورۂ احزاب میں اس طرح فرماتے ہیں: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاتَّبِعْ مَا يُوحٰى إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ (۳۱) (اے نبی اللہ سے ڈرو اور کفار و منافقین کی اطاعت نہ کرو اور پیروی کرو اس بات کی جس کا اشارہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں کیا جا رہا ہے)۔

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ (۳۲) (پس اے نبی جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے علی الاعلان کہہ دو اور شرک کرنے والوں کی ذرا پروا نہ کرو)۔

(۴) ابلاغ اور اخلاقِ رسول ﷺ:

ذرائع ابلاغ کی اہم ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری ہے کہ وہ تبلیغ میں کیسا انداز اختیار کرے؟ اس حوالے سے اخلاقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ دین کے نبوی اصولوں میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ (۳۳) ('اے پیغمبر' یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان

لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر کہیں تم تندخو اور سخت دل ہوئے تو یہ سب تمہارے گرد وپیش سے چھٹ جاتے ان کے قصور معاف کرو اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو)۔

اسی حوالے سے قرآن مجید نے حضورa کے طرزِ عمل کے بارے میں بیان کیا ہے: ﴿لَقَدْ جَاء كُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (۳۴) (دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے تمہارا نقصان میں پڑھنا اس پر شاق ہے تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے)۔

(۶) مخاطب کی نفسیات کا لحاظ:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ ہمیں روزانہ درس دیا کریں، آپ نے فرمایا کہ میں ایسا اس لیے نہیں کرتا کہ تم اکتا جاؤ گے، میں اس سلسلے میں تمہارا خیال رکھتا ہوں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا خیال رکھا کرتے تھے۔آپ ہمارے اکتا جانے کا ہمیشہ خیال فرمایا کرتے تھے۔(۳۵)

(۷) غیر مسلموں کے ساتھ اصولِ ابلاغ:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْاْ إِلَى كَلَمَةٍ سَوَاء بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً﴾ (۳۶) (اے اہلِ کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں)۔

۲۔ معاشرتی ذمہ داریاں

(۱) منکرات وفواحش کا سد باب:

ارشادِ ربانی ہے ﴿إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاء ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاء وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ﴾ (۳۷) (بے شک اللہ عدل اور احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بدی و بے حیائی اور ظلم وزیادتی سے منع کرتا ہے)۔ایک اور جگہ فرمایا ﴿مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (۳۸) (کوئی لفظ

اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کیلئے ایک حاضر باش نگران موجود نہ ہو)۔

(۲) ظلم کے خلاف احتجاج:

دین اسلام کے ماننے والوں کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر ان پر ظلم ہو تو اس کے خلاف آواز اٹھائیں، ظلم سے گریز کریں اور کسی کے ظلم وستم اور جور و جفا کو برداشت نہ کریں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿لَّا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظُلِمَ﴾ (۳۹) (اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے الّا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو)۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ رب العزت ظالم کو مہلت دیتے ہیں یہاں تک کہ جب اس کی گرفت کرتے ہیں تو پھر وہ رہائی نہیں پا سکتا'' (۴۰)۔

۳۔ قانونی ذمہ داریاں:

(۱) حق کا پرچار:

قرآن کریم نے بنی اسرائیل کے تنزل کے اسباب بتائے: ﴿كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ﴾ (۴۱) (اور ایک دوسرے کو بُرے افعال سے نہیں روکتے تھے)۔اسی طرح سے سورۃ بقرہ میں فرمایا ﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ (۴۲) (اور شہادت مت چھپاؤ جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہوں میں آلودہ ہے)۔

(۲) آزادی تحریر وتقریر:

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ (۴۳) (اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں)۔نیز فرمایا: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ (۴۴) (اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو)۔

(۳) پروپیگنڈہ کا خاتمہ:

قرآن حکیم میں فرمایا: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ (۴۵) (اگر کوئی فاسق

تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو)۔

(۴)　**پاکستان کے اہم مسائل اور ذرائع ابلاغ کی ذمہ داریاں:**　ذیل میں پاکستان کے اہم مسائل کا جائزہ لیا جاتا ہے:

۱۔　ملی وحدت:

ذرائع ابلاغ کا فرض ہے کہ قومی یکجہتی اور اتحاد کو فروغ دینے کے لیے خاطر خواہ اقدامات کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "المؤمن للمؤمن کا النسیا ن یشد بعضه بعضا" [۴۶] (ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے ایک مضبوط عمارت کی مانند ہے جس کا بعض حصہ دوسرے بعض حصہ کو مضبوط بنائے رکھتا ہے)۔

(۲)　سماجی برائیاں:

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے ظلم کی تقویت کے لیے قدم اٹھایا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ شخص ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا"۔ [۴۷]

(۳) مسلم تشخص کا فقدان اور اخلاقی بے راہ روی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع" [۴۸] (گانا بجانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی سے کھیتی پروان چڑھتی ہے)۔

فکری یلغار میں ذرائع ابلاغ کا کردار:

ذرائع ابلاغ کے سلسلہ میں ہونے والی مساعی خاص طور پر حکومتی سطح سے کی جانے والی کوششیں بے اثر ہیں نہ تو ان کوششوں کے پیچھے کوئی مقصد ہے نہ منصوبہ بندی اور نہ ہی طریق کار کا تعین۔ ان کوششوں میں خلوص کا بھی فقدان ہوتا ہے۔

سرکاری ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے کی جانے والی کوششوں میں ریڈیو کے دینی پروگرام شامل ہیں اگر ناقدانہ نگاہ سے ان پروگراموں کا جائزہ لیں تو یہ بات بلاخوف و تردید کہی جا سکتی ہے کہ یہ پروگرام بڑی

حدتک روایتی شکل اختیار کر گئے ہیں۔شاید پانچ سے دس فیصد تک بھی یہ پروگرام سننے والے لوگ موجود نہ ہوں۔ بہت کم مقررین جذبۂ عمل کے ساتھ ان پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں، اس لیے ان پروگراموں کو مزید مفید اور دلچسپ اور دینی اعتبار سے معلومات افزاء بنانا ضروری ہے، خالص نیکی کے حکم اور برائی کی مخالفت کے مقصد کے تحت پروگرام پیش کرنے ضروری ہیں۔

خاص طور پر اخبارات کے دینی صفحات بالکل سطحی نوعیت کے ہوتے ہیں اگر ان میں دین کی جاندار انداز سے تصویر پیش کی جائے تو مفید چیز اپنے آپ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔تبلیغ دین کے جدید اسلوب اور تقاضوں کے بارے میں ابھی تک بہت کم آگاہی حاصل ہے اور ان تقاضوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے سارا تبلیغی کام سرانجام دیا جارہا ہے۔آج کا دور ایک مخصوص اندازِ فکری کا دور ہے اس اندازِ فکر کی مناسبت اور تقاضوں کے مطابق اصول تبلیغ وضع کرنا ضروری ہیں، عقلی اعتبار سے بھی اسلام کی افادیت لوگوں کے ذہنوں میں جاگزیں کی جائے۔

آج کا ذہن یہ جاننا چاہتا ہے کہ اسلام ہمارے معاشرتی ،سیاسی ،فکری اور معاشی مسائل کا حل کس طرح پیش کرتا ہے؟ اگر ہم اس سلسلے میں اسلام کی تشریح وتوضیح کھلی آنکھوں کے ساتھ پیش کر دیں تو جہاں تبلیغ دین میں جو بہت سی رکاوٹیں کھڑی ہیں وہ ختم ہو جائیں وہاں ایسا کرنے کی صورت میں ہمارا کام آسان بھی ہو جاتا ہے۔

جدید ذہن میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ اسلام یا مذہب اور ترقی ایک دوسرے سے متصادم ہیں حالانکہ یہ بات عیسائیت کے بارے میں تو کہی جاسکتی ہے اسلام کے بارے میں ایسا نظریہ رکھنا خلافِ حقیقت ہے۔ابلاغِ دین کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ اسے ایک ایسے دین کے طور پر متعارف کروایا جائے کہ سائنس وٹیکنالوجی اور ترقی اس کا لازمی جز ونظر آئیں لیکن اس سلسلے میں مربوط اور مؤثر جدوجہد کی ضرورت ہے۔

سرکاری سطح سے اس سلسلے میں جو پروگرام پیش ہورہے ہیں ان میں باہم ربط اور منصوبہ بندی اور مقصد کے تعین کی ضرورت ہے۔ محض کاروائی کے طور پر کی گئی کوششوں کے ثمرات مرتب نہیں ہوتے۔

مساجد وغیرہ سے جو کہ تبلیغ واشاعت دین کے سب سے بڑے مراکز ہیں، اس سلسلے میں ان میں جو کام ہورہا ہے اس کی افادیت کا ازسرنو جائزہ لینے کی ضرورت ہے، یہ پہلو افسوس ناک ہے کہ وہاں کام

ہورہا ہے لیکن مسجد کا نظام ابھی تک مخصوص موضوعات میں محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

مقررین ایک محدود وقت میں لوگوں کے جذبات کو اس قدر تحریک دے دیتے ہیں کہ وہ تقریر کے دوران واہ واہ اور زندہ باد کے نعرے بلند کرتے ہیں اور مقرر کو بھی داد دیتے ہیں لیکن جونہی یہ تقریر ختم ہوتی ہے ان کی یہ مذہبی جذباتیت بھی ختم ہو جاتی ہے اور جب وہ مسحود ہو جاتے ہیں تو ان پر اس ساری تقریر کا کوئی بھی اثر باقی نہیں رہتا کیونکہ مقرر نے تو محض ان کی جذبات کو برانگیختہ کیا تھا۔اس کے قلب و دماغ میں پیغام دین اور دین کا حقیقی مقصد ذہن نشین نہیں کروایا تھا اس لئے یہ ساری تبلیغ بے اثر ہوگئی۔

عصر حاضر میں تبلیغ کے درست اثرات مرتب نہ ہونے کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ ہم نے تبلیغ اسلام اور فلاح عامہ اور انسانی زندگی کے دیگر مادی پہلوؤں کو ایک دوسرے سے جدا کر رکھا ہے۔ان دونوں کے تعلق کو جوڑ کر ہی تبلیغ موثر بنائی جاسکتی ہے۔عیسائی مبلغین کو یہی فوقیت حاصل ہے کہ وہ اپنی تبلیغ اپنے فلاحی اداروں کے ذریعے سے کررہے ہیں۔ایک شخص بیمار ہو تو اسے دوائی کی ضرورت ہے۔ایک بھوکا ہو تو اس کو کھانے کو چاہیے۔ایک شخص پریشان حال ہو تو اسے اس کی پریشانی سے نکالنے کی ضرورت ہے اور ہم ایسی تبلیغ کریں گے تو ہمارا طرزِ عمل درست نہیں ہوگا اور طریقۂ تبلیغ مؤثر نہیں ہوگا بلکہ ہمیں چاہئے کہ ان کے مشکل وقت میں ان کی مدد کر کے ان کے جذبات کو جیتنے کی کوشش کریں، یہ کام عیسائی اور دیگر لوگ کر رہے ہیں جبکہ مسلمانوں کا طریق دعوت ان تمام فلاحی کاموں سے کٹا ہوا ہے۔

ہمارے ہاں ایک طبقہ کے نقطہ نگاہ میں افراد سازی کے لیے ''سیاست'' سے بالکل قطع تعلق تبلیغ ہے اور دوسری جانب تبلیغ پر سیاست غالب ہے، ان دونوں میں اعتدال کی راہ ہی حقیقی دعوتی انداز ہوگا۔

الغرض ایک وسیع بحث وتمحیص کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ ذرائع ابلاغ کی موجودہ قباحتوں کو دور کر کے ان کو اپنے فرائض قرآن وسنت کی روشنی میں سرانجام دینے چاہئیں اور ان ابلاغی ذرائع سے دعوت دین اور اشاعت دین کے کام کو انتہائی مؤثر انداز سے انجام دیا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم الافریقی ،لسان العرب، (دار صادر بیروت ۱۹۵۵ء) جلد ۸۔

۲۔ کنور، محمد دلشاد۔ ابلاغِ عامہ اور دورِ جدید، (اکیڈمک پریس لاہور ۱۹۶۸) ص ۱۳۔

۳۔ الاحزاب (۳۳) ۴۵۔

4. Encyclopaedia of Britanica (The University of Chicago) 6/27.

5. The world book Encyclopedia, field enterprises education carporation merchandisen mart plaza,chicago 9/54.

۶۔ ابن تیمیہ، شیخ الاسلام، مجموع الفتاویٰ، (بیروت، دار العربیہ، ۱۹۳۸) جلد ۱۵، ص ۵۸۔۵۷۔

۷۔ ذکری، ابوبکر، الدعوۃ الی الاسلام، (مکتبہ ظاہریہ، مصر، ۱۹۵۵)، ص ۸۔

۸۔ الخطیب، محمد عمر، مرشد الدعاۃ، (دار العلم، بیروت، ۱۹۶۰)، ص ۲۴۔

۹۔ الِ عمران (۳): ۱۰۴۔

۱۰۔ الِ عمران (۳): ۱۱۰۔

۱۱۔ علامہ بغوی، معالم التنزیل، (المطبوع علی ھامش الخازن) ۴/ ۶۷۔

۱۲۔ المائدہ (۴): ۶۷۔

۱۳۔ الاحزاب (۳۳): ۳۹۔

۱۴۔ امام احمد، مسند احمد (دار الفکر بیروت): ۳/ ۸۰۔

۱۵۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (دار السلام الریاض) حدیث نمبر ۶۷، ص ۱۶۔

۱۶۔ نیازی، لیاقت علی، ڈاکٹر، اسلام کا قانونِ صحافت، ص ۱۲۴۔

۱۷۔ المدثر (۷۴): ۲۔۳

۱۸۔ المائدۃ (۲۶): ۲۱۴-۲۱۶۔

۱۹۔ النحل (۱۶): ۱۲۵۔

۲۰۔ عثمانی، شبیر احمد، مولانا، فوائد القرآن، (مجمع الملک فہد للطبع المصحف الشریف، سعودی عرب) ص ۲۷۔

۲۱۔ ایضاً، ص ۲۷۲۔

۲۲۔ المائدہ، (۴) ۶۷۔

۲۳۔ بخاری، الجامع الصحیح، ص ۱۶، حدیث ۶۷۔

۲۴۔ الِ عمران (۳) ۱۰۴۔

۲۵۔ الِ عمران (۳) ۱۱۰۔

۲۶۔ ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف، التمہید (المکتبہ التجاریہ، مصطفیٰ احمد الباز، مکہ المکرّمہ، ۱۹۷۶)، ۵/ ۱۱۸۔

۲۷۔ ظہور احمد اظہر، ڈاکٹر، فصاحت نبوی، (اسلامک پبلیکیشنز، لاہور)، ص ۱۷۳۔

۲۸۔ ایضاً، ص ۸۲۔

۲۹۔ محمد (۴۷): ۷۔

۳۰۔ آل عمران (۳): ۱۳۹۔

۳۱۔ الاحزاب (۳۳): ۱۔

۳۲۔ الحجر (۱۵): ۹۴۔

۳۳۔ آل عمران (۳) ۱۵۹۔

۳۴۔ التوبہ (۹) ۱۲۸۔

۳۵۔ تبریزی، محمد بن عبداللہ الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، ۱/ ۷۲۔

۳۶۔ آل عمران (۳) ۶۴۔

۳۷۔ النحل (۱۶) ۹۰۔

۳۸۔ قٓ (۵۰) ۱۸۔

۳۹۔ النساء (۴) ۱۴۸۔

۴۰۔ بخاری، الجامع الصحیح، ص ۸۰۷، حدیث نمبر ۴۶۸۷۔

۴۱۔ المائدہ (۵) ۷۹۔

۴۲۔ البقرہ (۲) ۲۸۳۔

۴۳۔ الشوریٰ (۴۲) ۳۸۔

۴۴۔ آل عمران (۳) ۱۵۹۔

۴۵۔ الحجرات (۴۹): ۶۔

۴۶۔ بخاری، الجامع الصحیح، ص ۸۳، حدیث نمبر ۴۸۱۔

۴۷۔ الخطیب العمری، ولی الدین، مشکوٰۃ شریف (دار الفکر بیروت) ص ۹۷، حدیث نمبر ۵۱۳۵۔

۴۸۔ ایضاً، ص ۳۷، حدیث نمبر ۴۸۰۱۔